

## مردہ سماج

پنجاب کے ایک وسطیٰ قصبہ میں لڑکی فوت ہو گئی۔ ذہنی طور پر مخذلہ تھی اور مرتبے وقت عمر صرف بیس برس کی تھی۔ چھوٹی عید کے دن کا واقعہ ہے۔ تذہین معمول کے مطابق ہوئی۔ رات گزر گئی۔ اگلے دن جب اہل خانہ فاتحہ کے لئے قبر پر گئے تو اس کی دوبارہ کھدائی ہو چکی تھی۔ بڑی مشکل سے قبر کھولی تو لڑکی کی لاش تو موجود تھی۔ مگر وہ بالکل برہنہ تھی۔ سفید کپڑے کا کفن قبر کے اندر ہی ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ کوئی انسان نہما جانور آیا۔ لاش کے ساتھ جنسی زیادتی کی اور دوبارہ دفن کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرڈی۔ معلوم نہ ہوسکا کہ بالآخر وہ کون تھا جو اس حد تک گرچکا ہے یا جس کی ذہنی حالت اتنی پست ہو چکی ہے۔ خیر پولیس کو اطلاع کی گئی۔ فرنزک ٹیم بھی ساتھ آئی۔ زیادتی کی تصدیق ہو گئی۔ یہ کوئی کہانی یا قصہ نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے جو چند دن پہلے گجرات کے نواحی گاؤں میں پیش آئی۔ معمول کے مطابق اخبارات میں دوسری خبر بھی شائد آپ کی نظر سے گزری ہو۔ ایک دو دن گزرنے کے بعد یہ بھائیک واقعہ لوگوں کے ذہن سے محو ہو جائے گا۔ اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ تھوڑے وقہ کے بعد کوئی اور اندوہ ناک حادثہ ہو جائے گا اور اس کے بعد کوئی اور۔ پھر مزید کچھ اور۔ دراصل اب کسی بھی بات پر حیرت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ واقعات

گھمبیر سے گھمبیر تر ہوتے جاتے ہیں اور انسانی حیرت عوامی گراوٹ کے مقابلے پر ہارتی نظر آ رہی ہے۔

مجھے اس واقعہ پر بالکل بھی تعجب نہیں ہوا۔ اس لئے کہ میڈیا بلکل کالج ہی میں کتابوں سے اس بیماری کا پتہ چل گیا تھا جس میں انسان مردہ خواتین سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایک ذہنی مرض ہے جس کے مرضیں ہمارے اطراف ہر جگہ موجود ہیں۔ پرمیری گزارش ذرا سی مختلف ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ ذہنی طور پر حد درجہ بیمار ہے۔ تمام سماج شدید دباو میں ہے۔ جن اخلاقی قدروں کا گلا پھاڑ پھاڑ کر ذکر کیا جاتا ہے، ان کا عملی طور پر کوئی وجود نہیں ہے۔ ذہنی بیماری کوئی ایک طبقہ یا ایک خاص گروہ تک محدود نہیں ہے۔ ہر طبقہ اپنی آپ میں جل رہا ہے۔ نظر نہ آنے والے شعلے ہر ایک کو نگل پھے ہیں۔ کوئی بھی طبقہ اب اس توازن کا حامل نہیں کہ اطمینان کا اٹھا کر یا جاسکے۔ شائد آپ کو میری لکھی ہوئی باتوں پر یقین نہ آئے۔ پر سارے سماج میں کثیر لوگ کسی نہ کسی ذہنی دباو یا مسئلہ کا شکار ہیں۔ اور قیامت یہ ہے کہ وہ بظاہر بالکل نارمل نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ کچھ انسان اس طرح مقدس ورق میں لپٹے ہوئے ہیں کہ ان کے متعلق کوئی بھی بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ دنیا بھر میں ہر قوم کے تعلیمی اداروں میں جنسی زیادتی کے واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں۔ پورے معاشرے میں ہر طبقہ شدید ذہنی پستی کا شکار ہے۔ آپ اس معاملہ کو دوسری طرف لے جائیے۔ کیا دولت کمانے کا جنون ہمارے سماج میں بیماری نہیں بن چکا۔ آپ موجودہ حکومت سے لے کر سابقہ حکومت اور اس سے بھی پہلے والی حکومتوں کو دیکھ لجھئے۔ ننانوے فیصلہ افراد دولت کمانے کی بیماری میں ہلکا نہ ہوتے نظر آئیں گے۔ کوئی ملکی سالمیت کو کجا کرنے پر لکشمی دیوی کی پوجا کر رہا ہے۔ تو کوئی ملک کی ترقی کا ترانہ سنا کر پیسے بُور رہا ہے۔ کوئی آپ کو جنت کا وعدہ کر کے دکان داری کر رہا ہے، تو کوئی آپ کو ادنیٰ چیزیں فروخت کر کے دام کھرے کر رہا ہے۔ جس کا جوبس چلتا ہے وہ پیسہ اٹھا کرنے کے لئے کرتا جا رہا ہے۔ ہاں مانتا کوئی بھی نہیں ہے۔ آج تک کوئی ایسا امیر آدمی نہیں ملا جس سے یہ نہ سنا ہو کہ اس کے مقابلے میں زیادہ دولت کیونکر کمالی۔ اگر اس کے پاس چار سو کروڑ ہیں تو اس کی نظر ایک ہزار کروڑ کمانے والے پر گلی ہوئی ہے۔ اگر کسی نے نیا ہواںی جہاز خرید لیا ہے تو دوسری شخص حصہ میں دو جہاز خریدنے کے لئے مراجعت ہے۔ یہ بیماری ہر امیر آدمی میں بد درجہ اتم موجود ہے۔ چوٹی کے کوئی بوڑھے سیاست دان لے لجھے۔ قبر میں ٹانکیں لٹکی ہوئی ہوں گی۔ مگر کسی بھی ہچکچا ہٹ کے بغیر وہ اور ان کی اولادیں پاگلوں کی طرح ہر طریقے سے ناجائز دولت کمانے میں مصروف کا رہتی ہیں۔ ہمارے ملک میں جائز اور ناجائز دولت کی تفرقی ختم ہو چکی ہے۔ یہ بوڑھے سیاست دان اقتدار کے بغیرہ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اقتدار ناجائز دولت کمانے کا جائز ذریعہ ہے۔ مجھے اب کسی سیاست دان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ شائد یہ دو چار ہزار برس کی زندگی لکھوا کر آئے ہیں۔ شائد ان کے کفن بھی ڈاروں سے مزین ہوں گے۔ شائد انہوں نے مرنے کی بھی بھی نہیں ہے۔ مگر ایک بات طے ہے کہ یہ سیاست صرف پیسے اور شاہانہ قوت کے لئے کر رہے ہیں۔ طاقت و رطبقد کو پشن ٹواب سمجھ کر کرتا ہے۔ یہ مذہبی رسومات بھی سرکاری یا خجی کیمرے کے سامنے ادا کرتے ہیں۔ یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے نماز کس مسجد میں پڑھی ہے۔ نماز کو رہنے دیجھئے۔ یہ روزہ رسول اور حرم مبارک میں جا کر کیمرے کے سامنے عبادت کرتے ہیں تاکہ عام آدمیوں میں ان کا تقدیس بڑھ جائے۔ کیا یہ واقعی ذہنی

بیماری کی ایک قسم نہیں ہے۔ جو جتنا بڑا ڈاکو ہے۔ وہ اپنے آپ کو اتنا ہی محترم اور پارساثابت کرنے میں مصروف ہے۔ بلکہ دکھ سے کھانا پڑتا ہے کہ کافی حد تک کامیاب ہیں۔ ویسے اگر ہمارے قومی سیاست دان اس قدر نیک اور ایماندار ہیں تو یہ لندن یا نیویارک میں کوسلر کا ایکشن کیوں نہیں لڑتے۔ لندن میں بس ڈرائیور کا باوقار بیٹا تو میسر بن سکتا ہے۔ مگر ان کی آل اولاد کا وہی کامیابی کی جرأت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پوری دنیا ان کی "ایمانداری" کے بارے میں جانتی ہے۔ یہ ہمارے نظام پر قابض ہو کر یہاں بادشاہی تو کر سکتے ہیں مگر کسی آزاد ملک میں یہ گلی یا محلہ کے نامہندے تک نہیں بن سکتے۔

آپ کسی بھی طبقہ کے عملی رجحانات پر غور کیجھے۔ ایک جنسی بیماری نظر آئے گی۔ امیر طبقے کا ذکر چھوڑ دیئے۔ کیا ہمارے درمیانے درجے کا تاجر، سرکاری ملازم، تعمیراتی ٹھکنیدار درست کام کر رہا ہے۔ کیا وہ ناجائز منافع کمانے کے مرض میں بدلنا ہیں۔ اس طبقہ سے بھی نیچے چلے جائیے۔ چل فروٹ، سبزی بیچنے والا، قصائی ریڑھی پر بچوں کا سامان بیچنے والا، کیا یہ آپ کو درست چیز دے رہے ہیں۔ کیا ان کے نرخ درست ہیں۔ ہر گز نہیں۔ یہ بھی آپ کی جیب کا ٹھنڈے میں مصروف کا رہ ہے۔ ڈاکٹر ہوں، دعویٰ سے عرض کروں گا۔ کہ ہماری ہر قسم کی دوایاں جعلی ہیں۔ امریکی دو اکھائیے۔ آپ کے سر کا درٹھیک ہو جائے گا۔ اس ملک کی بنی ہوئی دو اکھائیے۔ آپ کو بہت مدد و دافا قہ ہو گا۔ یہاں کینسر میں استعمال ہونے والی ادویات تک جعلی ہیں۔ ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی اکثریت ادویات بنانے والی کمپنیوں کے پرول پر ہیں۔ ان کی کمپنیں کا حساب بالکل محفوظ ہے۔ غیر ملکی دورے ہو ٹلوں کے اخراجات، یہی کمپنیاں بروادشت کرتی ہیں۔

پورے ملک کا یکسال حال ہے۔ اداروں کے اندر بھی ناجائز دولت کمانے کی دوڑ موجود ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ مکمل طور پر بیمار ہے۔ چند دن پہلے ایک مردہ نوجوان بچی سے زیادتی کا بدترین واقعہ رونما ہوا۔ مگر اس مردہ سماج کے ساتھ تو ہر طبقہ ادارہ اور شخص زیادتی در زیادتی کر رہا ہے۔ کسی قسم کی رکاوٹ اور احتجاج کے بغیر۔ اور عوام بھی اب اس طرح کی ادنیٰ زندگی گزارنے کے عادی ہو چکی ہے۔ شائد اب انہیں اصلی دوائی دی جائے تو یہ دم ہی نہ توڑ دیں!